

## خطبہ (۲)

(۲) وَمِنْ حُكْمِ لَهُ عَلَيْهِ الْعَلَمُ

صفین سے پلنے کے بعد فرمایا

اللہ کی حمد و شاکر تا ہوں، اس کی نعمتوں کی تکمیل چاہئے، اس کی عزت و جلال کے آگے سر جھکانے اور اس کی معصیت سے حفاظت حاصل کرنے کیلئے اور اس سے مدد مانگتا ہوں اس کی کفایت و تغیری کا محتاج ہونے کی وجہ سے۔ جسے وہ ہدایت کرے وہ گمراہ نہیں ہوتا، جسے وہ دشمن رکھے اسے کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا، جس کا وہ کفیل ہو وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ یہ (حمد اور طلب امداد) وہ ہے جس کا ہر وزن میں آنے والی چیز سے پلہ بھاری ہے اور ہر گھنگھر کا مایہ سے بہتر و برتر ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبدوں نہیں جو یکتا و لاشریک ہے، ایسی گواہی جس کا خلوص پر کھا جا چکا ہے اور جس کا نجور بغیر کسی شائیب کے دل کا عقیدہ بن چکا ہے، زندگی بھر ہم اسی سے وابستہ رہیں گے اور اسی کو پیش آنے والے خطرات کیلئے ذخیرہ بنا کر رکھیں گے، یہی گواہی ایمان کی مضبوط بنیاد اور حسن عمل کا پہلا قدم اور اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ اور شیطان کی دوری کا سبب ہے۔

اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں، جنہیں شہرت یافتہ دین، منقول شدہ نشان، لکھی ہوئی کتاب مل، ضوف شاہ نور، چمکتی ہوئی روشنی اور فیصلہ کن امر کے ساتھ بھیجا، تاکہ شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جائے اور دلائل (کے زور) سے جنت تمام کی جائے، آئیوں کے ذریعے ڈرایا جائے اور عقوبات سے خوف زدہ کیا جائے۔

(اس وقت حالت یہ تھی کہ) لوگ ایسے فتنوں میں بتلا تھے جہاں دین کے بندھن شکستہ، یقین کے ستون متزلزل،

بعد انصرافہ مِنْ صَفَّيْنَ

اَحَمْدُهُ اسْتِنْسَامًا لِنِعْمَتِهِ، وَ اسْتِسْلَامًا لِعَزَّتِهِ، وَ اسْتِعْصَامًا مِنْ مَعْصِيَتِهِ، وَ اسْتَعْيِنَةً فَاقَةً إِلَى كَفَايَتِهِ، اِنَّهُ لَا يَضُلُّ مَنْ هَدَاهُ، وَ لَا يَئُلُّ مَنْ عَادَاهُ، وَ لَا يَفْتَقِرُ مَنْ كَفَاهُ، فِإِنَّهُ اَزْجَحُ مَا وُزِنَ، وَ اَفْضَلُ مَا حُزِنَ.

وَ اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، شَهَادَةً مُبْتَدَأً اِخْلَاصُهَا، مُعْتَقَدًا مُصَاصُهَا، نَتَسْسَكُ بِهَا اَبَدًا مَا اَبْقَانَا، وَ نَدَدِخُوهَا لِاَهَاوِيلِ مَا يَلْقَانَا، فَإِنَّهَا عَزِيمَةُ الْاِيمَانِ، وَ فَاتِحةُ الْاِحْسَانِ، وَ مَرْضَاةُ الرَّحْمَنِ، وَ مَدْحَرَةُ الشَّيْطَنِ.

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، اَرْسَلَهُ بِالدِّينِ الْمَشْهُورِ، وَ الْعَلَمِ الْمَأْثُورِ، وَ الْكِتَابِ الْمُسْتُورِ، وَ النُّورِ السَّاطِعِ، وَ الظِّيَاءِ الْلَّامِعِ، وَ الْاُمْرِ الصَّادِعِ، اِذَا حَتَّى لِلشَّبُّهَاتِ، وَ احْتِجاجًا بِالْبَيِّنَاتِ، وَ تَحْذِيرًا بِالْاِيَاتِ، وَ تَحْوِيفًا بِالْمُثُلَاتِ.

وَ النَّاسُ فِي فِتَنٍ اُنْجَذَمَ فِيهَا حَبْلُ الدِّينِ، وَ تَزَعَّعَتْ سَوَارِي الْيَقِيْنِ، وَ

اصول مختلف اور حالات پر اگندہ تھے، لکن کی راہیں تنگ و تار تھیں، ہدایت گنام اور ضلالت ہمہ گیر تھی۔ (کھلے خزانوں) اللہ کی مخالفت ہوتی تھی اور شیطان کو مدد دی جا رہی تھی، ایمان بے سہارا تھا، چنانچہ اس کے ستون گر گئے، اس کے نشان تک پہنچانے میں نہ آتے تھے، اس کے راستے متاثر گئے، اور شاہراہیں اجر گئیں۔

وہ شیطان کے پیچھے لگ کر اس کی راہوں پر چلنے لگے اور اس کے گھاٹ پر اتر پڑے، انہی کی وجہ سے اسکے پھریرے ہر طرف اہرانے لگے تھے، ایسے فتوؤں میں جوانہیں اپنے سموں سے روندتے اور اپنے کھروں سے کچلتے تھے اور اپنے بچوں کے بل مضبوطی سے کھڑے ہوئے تھے۔ تو وہ لوگ ان میں جیلان و سرگداں، جاہل و فریب خوردہ تھے، ایک ایسے گھر میں جو خود اچھا ہے، مگر اس کے لئے والے برے تھے، جہاں نیند کے بجائے بیداری اور سرے کی جگہ آنسو تھے۔ اس سرزی میں پر عالم کے منہ میں لگام تھی اور جاہل معزز و سرفراز تھا۔

[ای خطبہ کا ایک حصہ جو اہل بیت نبی ﷺ سے متعلق ہے]  
وہ سرخدا کے امین اور اس کے دین کی پناہ گاہ ہیں، علم الہی کے مخزن اور حکمتوں کے مرجع ہیں، کتب (آسمانی) کی گھاٹیاں اور دین کے پہاڑ ہیں۔ انہی کے ذریعے اللہ نے اس کی پشت کا خم سیدھا کیا اور اس کے پہلوؤں سے ضعف کی کلکپنی دور کی۔

[ای خطبہ کا ایک حصہ جو دوسروں سے متعلق ہے]  
انہوں نے فتن و غور کی کاشت کی، غفلت و فریب کے پانی سے اسے سینچا اور اس سے ہلاکت کی جس حاصل کی۔

اُخْتَلَفَ النَّجْرُ وَ تَشَتَّتَ الْأَمْرُ، وَ ضَاقَ  
الْمُخْرَجُ وَ عَيَّ الْمَصْدَرُ، فَالْهُدَى حَامِلٌ،  
وَ الْعُمَى شَامِلٌ. عَصَى الرَّحْمَنُ، وَ نُصِرَ  
الشَّيْطَنُ، وَ خُذِلَ الْإِيمَانُ، فَأَنَّهَا رَثَ  
دَعَاءَنِيَّةٍ، وَ تَنَكَّرَتْ مَعَالِيَّةٍ، وَ دَرَسَتْ  
سُبْلَةٍ، وَ عَفَتْ شُرْكَةٍ.

أَطَاعُوا الشَّيْطَنَ فَسَلَكُوا مَسَالِكَهُ، وَ  
وَرَدُوا مَنَاهِلَهُ، بِهِمْ سَارُتْ أَعْلَامُهُ  
وَ قَامَ لِوَائِهُ، فِي فِتَنٍ دَاسَتْهُمْ  
بِأَخْفَافِهَا وَ طَنَتْهُمْ بِأَظْلَافِهَا وَ قَامَتْ عَلَى  
سَنَابِكَهَا، فَهُمْ فِيهَا تَأْمَهُونَ حَائِرُونَ  
جَاهِلُونَ مَفْتُونُونَ، فِي خَيْرٍ دَارِ،  
وَ شَرٍّ جِيْدَانِ، نَوْمُهُمْ سُهُودٌ، وَ  
كُحْلُهُمْ دُمُوعٌ، بِأَرْضٍ عَالِمُهَا مُلْجَمٌ وَ  
جَاهِلُهَا مُكْرَمٌ.

[وَمِنْهَا: يَعْنِي أَلِ النَّبِيِّ ﷺ]  
هُمْ مَوْضِعُ سِرِّهِ، وَ لَجَأُ أَمْرِهِ، وَ  
عَيْبَةُ عِلْمِهِ، وَ مَوْئِلُ حَكِيمِهِ، وَ كُهُوفُ كُتْبِهِ،  
وَ جِبَالُ دِينِهِ، بِهِمْ أَقَامَ اِنْجِنَاءَ ظَهِيرَةٍ، وَ  
أَذْهَبَ اِرْتِعَادَ فَرَّأَصِهِ.

[وَمِنْهَا: يَعْنِي قَوْمًا اخْرَيْنَ]  
زَرَعُوا الْفُجُورَ، وَ سَقَوْهُ الْغُرُورَ،  
وَ حَصَدُوا الثُّبُورَ.

اس اُمت میں کسی کو آل محمد ﷺ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جن لوگوں پر ان کے احسانات ہمیشہ جاری رہے ہوں وہ ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ہے اور پچھے رہ جانے والے کو ان سے آکر ملنا ہے۔ حق ولایت کی خصوصیات انہی کیلئے ہیں اور انہی مکے بارے میں (پیغمبرؐ کی) وصیت اور انہی کیلئے (نبیؐ کی) وراثت ہے۔ اب یہ وقت وہ ہے کہ حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا اور اپنی صحیح جگہ پر منتقل ہو گیا۔

-----☆☆-----

لَا يُقَاسُ بِأَلِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَحَدٌ، وَلَا يُسَوَّى بِهِمْ مَنْ  
جَرَتْ نِعْمَتُهُمْ عَلَيْهِ أَبَدًا. هُمْ أَسَاسُ  
الدِّينِ، وَعِبَادُ الْيَقِيْنِ، إِلَيْهِمْ يَقْرَئُ الْغَالِيْنَ  
وَبِهِمْ يَلْحُقُ التَّالِيْنَ، وَلَهُمْ خَصَائِصٌ  
حَقِّ الْوِلَايَةِ، وَفِيهِمُ الْوَصِيَّةُ وَالْوِرَاثَةُ،  
الآنِ إِذْ رَجَعَ الْحَقُّ إِلَى أَهْلِهِ، وَنُقْلَ  
إِلَى مُنْتَقِلِهِ۔

-----☆☆-----

۱۔ ”لوحِ محفوظ“ میں۔

۲۔ اپنے گھر سے مراد ”مکہ“ اور برے ہمسایوں سے مراد ”کفار قریش“ میں۔

۳۔ ”ابلیس پیغمبر ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ”دنیا کی کسی فرد کو ان کے احسانات کی گراں باریوں میں دبی ہوئی ہے اور انہی سے نعمت ہدایت پا کر آخر دنی نعمتوں کی متحق ہوئی ہے۔ وہ دین کی اساس و بنیاد اور اسکی زندگی و بقا کا سہارا ایں۔ وہ علم و یقین کے ایسے مجسم ستون میں کہ شک و شبہات کے طوفانوں کا دھار امور سکتے ہیں اور افراط و تفریط کی راہوں میں وہ درمیانی راستہ ہیں کہ اگر کوئی غلو افراط کی حد تک پہنچ جائے یا کوتانی و تفریط میں پڑ جائے تو وہ جب تک پچھے ہٹ کریا آگے بڑھ کر اس جادہ اعتدال پر نہیں آئے گا۔ اسلام کی راہ پر آئی نہیں سکتا اور انہی میں تمام وہ خصوصیتیں پائی جاتی ہیں جو امامت و قیادت میں ان کے حق کو فائق قرار دیتی ہیں۔ لہذا ان کے علاوہ کسی کو اُمت کی سر پرستی و نگہبانی کا حق نہیں پہنچتا۔ چنانچہ پیغمبر ﷺ نے انہی کو اپناویں ووارث تھے ایسا۔

وصیت و وراثت کے متعلق شارح معتمدی نے لکھا ہے کہ امیر المؤمنین علیہم السلام کی وصایت میں تو کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ وراثت سے نیابت و جانشینی کی وراثت مراد نہیں ہے، بلکہ وراثت علی مراد ہے۔ اگرچہ فرقہ امامیہ اس سے خلاف و نیابت ہی مراد لیتا ہے۔ اگر بقول ان کے وراثت سے وراثت علی مراد لی جائے، جب بھی وہ اپنے مقصد میں کامران ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے، کیونکہ اس معنی کی رو سے بھی نیابت پیغمبرؐ کا حق کسی دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ جب کہ یہ امر مسلم ہے کہ خلافت کیلئے سب سے بڑی ضرورت علم کی ہے۔ اس لئے کہ خلیفۃ الرسولؐ کے اہم ترین فرائض میں سے مقدموں کا فیصلہ کرنا، شریعت کے مسائل حل کرنا، مشکل گھنیوں کو بلمجانانا اور شرعی حدود کا اجرا کرنا ہے۔ اگر نائب رسولؐ کے فرائض میں سے ان چیزوں کو الگ کر دیا جائے تو اس کی حیثیت صرف ایک دنیوی حکمران کی رہ جاتی ہے۔

اسے دینی اقتدار کا مرکز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ لہذا یا تو حکومت کو خلافت سے الگ رکھنے یا جو رسول ﷺ کے علم کا وارث ہو، اسے ہی خلافت کے منصب کا اہل سمجھنے۔

ابن ابی الحدید کی یہ تشریح اس صورت میں قابلِ لحاظ ہو جسکتی تھی، جب یہ فقرہ اکیلا آپؐ کی زبان پر آیا ہوتا۔ لیکن اس موقع کو دیکھتے ہوئے کہ وہ خلافت ظاہری کے تسلیم ہونے کے بعد کہا گیا ہے اور پھر اسی کے بعد: إذْ جَعَ الْجُنُاحُ إِلَى آهِلِهِ کافقرہ موجود ہے، ان کی یہ تشریح بالکل بے بنیاد معلوم ہوتی ہے، بلکہ وصایت سے بھی کوئی اور وصیت نہیں، بلکہ وہ نیابت و خلافت ہی کی وصیت مراد معلوم ہوتی ہے اور وراثت بھی نہ وراثت مالی اور نہ وراثت علمی۔ جس کے بیان کا یہ کوئی موقع نہیں، بلکہ حق امامت کی وراثت ہے جو صرف بر بنائے قرابت نہیں، بلکہ بر بنائے اوصافِ کمال ان کیلئے منجانب اللہ ثابت تھی۔

